سیرتِ مجمعِ کمالات تالیف: جناب محمد عبدالجبار شیخ ۔ ناشر: ادارۂ تعلیماتِ سیرت، علامہ اقبال کالونی، سیالکوٹ کینٹ ۔ صفحات: ۳۸۰ ۔ سفید کاغذ، دبیز رنگین سرورق تقسیم فی سبیل اللہ۔

یہ جناب مؤلف کے ۱۱ مقالاتِ سیرت کا مجموعہ ہے ۔ ۱۱ کا عدد بھی اب بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے ۔ اکثر ابواب اس طرح ہیں: کمالِ پیغامِ سیرتؐ، کمالِ عرفانِ نبوتؐ، کمالِ اسوۂ حسنہ، کمالِ نظامِ عدل، کمالِ حُسنِ معاشرت وغیرہ ۔ جیسے ہمارے ایک محبِ مکرم نے لکھا تھا ۔ سراپا عدل، سراپا رحمت، سراپا خلق وغیرہ، یہ بھی ایک خاص طرزِ ترتیب ہے ۔

جناب مؤلف درسِ نظامی کے فاضل بھی ہیں، علومِ عصریہ سے آراستہ ہونے کی وجہ سے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی اپنے افاداتِ علمیہ کو پھیلاتے ہیں ۔

اِس کتاب کے تحسین آمیز تعارف کے لیے ۱۸ بلند پایہ علمی و دینی اور ادبی شخصیتوں نے بڑے شاندار اور پُر زور انداز میں لکھا ہے ۔ ان ۳۸ صفحات کو پڑھنے کے بعد جرأتِ تنقید کہاں باقی رہتی ہے ۔ ص ۳۲ پر پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک نے اس پرانی روایت کو نبھایا ہے کہ دو ایک مستشرقین کی شہادتیں حضورؐ کے متعلق پیش کی ہیں ۔ یہ سلسلہ اس لیے متروک ہو گیا ہے کہ اکثر گواہوں کی تحریروں اور تحقیقات میں اسلام اور حضورؐ کے متعلق بڑے تضاد ہیں اور عملاً وہ ایک چیز کو حق قرار دینے کے بعد اُسے قبول نہیں کرتے ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جب کوئی کتاب سامنے آتی ہے تو ویسے بھی ادب مانع ہوتا ہے کہ اس سے برکت حاصل کرنے کے بجائے مؤلف کی مساعی کو زیرِ نظر لایا جائے ۔ اور پھر دینی کتابیں لکھنے والے علماء کا احترام اپنی جگہ ہے ۔ بزرگوں کی باتوں پہ کیا کہا جائے ۔

تاہم جو پہلو میں نے محسوس کیے، عرض ہیں ۔

مثلاً یہ کہ جناب مؤلف صاحبِ علم بھی ہیں اور ان میں جذبۂ محبتِ رسالتؐ بھی ہے اور وہ قوم کی بھلائی بھی چاہتے ہیں ۔ مگر سیرت نگاری کے دو اہم راستوں میں سے کسی ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تقاضوں میں سے کسی ایک کی طرف بھی پوری طرح متوجہ نہیں ہو سکے، ورنہ مزا یا مسرت ملتی۔

تفصیل یہ کہ یا تو راستہ تحقیق کا راستہ ہے۔ آپ حقائق پر، وہ واقعات ہوں، سنین ہوں، افراد ہوں، اقوال ہوں، کارروائیاں ہوں اور اُن کے ہر جزء پر سوالوں سے تفصیل سامنے لاتے ہوئے بحث کر کے دکھائیں کہ قرآن اور حدیث کے بیانات کے مطابق کہاں کونسی صورت درست ہے۔

دوسری نوعیت سیرت نگاری کی یہ ہے کہ اس کے ذریعے دعوت احیائے اسلام اور درسِ اخلاق و کردار مسلمانوں تک نہایت مؤثر اور دلنشیں بلکہ کبھی کبھی جھنجھوڑ دینے والے انداز میں پہنچایا جائے۔

غالباً مؤلف کے پیشِ نظر دوسری صورت ہے۔ مگر اس کے تقاضے تب پورے ہوتے ہیں، جب آپ لوگوں کو منطقی انداز کی طرف نہ لے جائیں۔ بلکہ حضورؐ کی شخصیت اور کام کی درخشانیوں کو سامنے لا کر اُن کی طرف اپیل کریں کہ یہ ہے فلاح کی راہ۔ یہاں اس طرح کی کچھ بات آئی بھی ہے، وہاں انداز یہ نہیں ہے کہ آؤ اور ہم مل کے یہ پیغام عام کریں بلکہ یہ ہے کہ "اللہ کرے کوئی ایسی صورت نکل آئے" (ص ۴۷)۔ دعوت کے انداز میں بات ہو تو شمعِ اُمید روشن رہنی چاہیے اور برائیوں کے طوفان کے خلاف لڑنے یا مخالف ماحول کی اذیتیں سہنے کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ لوگوں میں حق کی سربلندی کے لیے جذبے کا اُبھار موجود ہونا چاہیے۔

جناب محترم محمد عبدالجبار صاحب یقین کریں کہ میں ان کی کوشش اور جذبے کی دل و جان سے قدر کرتا ہوں کہ اور ان کے لیے خیر خواہی رکھتا ہوں۔ مگر میں یہ بات کہنے سے اپنے آپ کو کس طرح روکوں کہ سیرت کی کتابیں چند سال سے سٹیریو ٹائپ طرز کی آرہی ہیں۔ ایک سی باتیں اِدھر سے اُدھر الٹ پلٹ کر رکھ دی جاتی ہیں۔ کوئی نئے موضوع نکالیے، کوئی نئے مباحث پیدا کیجیے۔ گھسی پٹی عام سی باتوں کی تہ میں اُتر کر معلوم کیجیے کہ کیا کیا موتی مخفی پڑے ہیں۔

آپ خود ہی سوچیں کہ آج کا مغرب زدہ سرکش طبقہ جو معاشرے میں مسلط ہے وہ اگر اس کتاب کو پڑھے گا تو کتنے فی صد لوگ اصلاح پذیر ہو سکیں گے۔ یا ہمارے بگڑے ہوئے عوام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں سے (ماسوا ان کے جو پہلے سے دین سے مس رکھتے ہیں) کتنے نئے لوگ راہِ حق پر آجائیں گے، اور بدرجہ آخر کتنے وابستگانِ دین کے قدم اور پکے ہو جائیں گے۔ یہ ہے دین کے کاموں کا معیار۔

آپ کے ہاں بعض ترجمے اور نتائج عجیب سے ہیں۔ مثلاً آیت "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ...... الخ" کا ترجمہ آپ یوں شروع کرتے ہیں۔ "اے پیارے نبیؐ!" یہ ترجمہ نہیں، زائد واعظانہ بیان ہے۔ پھر اس آیت کے آخر میں لَا يَعْلَمُوْنَ کا ترجمہ آپ نے کیا ہے "آپ کو اور آپ کی لائی ہوئی آفاقی قدروں کو نہیں جانتے۔" یہ "آفاقی قدروں" کا قصہ کہاں سے آگیا۔ تفسیر آپ جو چاہیں کریں، ترجمہ میں یہ بات نہیں آسکتی۔ کہیں آپ کہتے ہیں "مقبوری سے پہلے پریکٹیکل کا ڈھب سکھا رہا ہے۔" (ص ۴۵) دوسرے لفظوں میں عقاید وافکار سے پہلے اعمال۔ یہی بات آپ نے پھر کہی "قول سے پہلے عمل کا پریکٹیکل سامنے رکھ دے" (ص ۴۶)۔ "یہ عمل کا پریکٹیکل کیا ہوا؟" ایک فقرہ ہے۔...." معاشی و سائنسی عوامل نے پوری دنیا کو انسانوں کی ایک بستی کی صورت میں پلٹ کر رکھ دیا ہے۔" (ص۱) "پلٹ کر رکھ دیا ہے"۔ نہیں " بدل دیا ہے"۔

اِن چھوٹی چھوٹی باتوں کو درکنار رکھ کر یہ کتاب مفید و مبارک ہے۔ اس میں بہت سی ضروری آیات واحادیث اور اقوالِ علماء ہیں۔ مؤلف کے دردمندانہ احساسات ہیں، بہرحال ان کو پڑھ کر دینی سرمایۂ علم وجذبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

خدا کرے اس کتاب سے لوگ استفادہ کریں اور یہ پڑھنے والوں میں بہترین اثرات پیدا کرے اور مؤلف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا ملے۔

ؔ محترم مؤلف کو معلوم ہو گا ہی کہ جدید سوشل فلاسفی میں مادہ پرستوں نے یہ نزاع اٹھائی ہے کہ پہلے عمل اور واقعہ اور پھر علم۔ یعنی ہمارے عقیدے کی کاٹ ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ کے علم نے نقشۂ خلق تیار کیا اور پھر اس سے وہ کارخانۂ عمل نمودار ہوا جسے کائنات وحیات کہتے ہیں۔ جو فلسفہ ہم خدا پرستوں کی بیخ کنی کے لیے استعمال ہو رہا تھا اسے اٹھا کے آپ اسلام کے نام سے سیرت پاک کی جلوہ گاہ میں لے آئے ہیں۔

© rasailojaraid.com